موجاں کرو

آج کی خبر

کہتے ہیں کہ دو دوست جا رہے تھے راستے میں ان کو باغات نظر آئے ایک دوست دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ باغ بھی ہمارا ہے یہ بھی اور یہ بھی دوسرا کہنے لگا کہ بھئی اگر یہ باغات آپ کے ہیں تو پھر ان میں سے پھل توڑ کر لاؤ تاکہ ہم کھائیں تو پہلا دوست کہنے لگا کہ نہیں میں پھل نہیں توڑوں گا کیونکہ پھل توڑنے کی وجہ سے مالی مجھے مارے گا۔ یہ بات مجھے اس وقت یاد آئی جب ہمارے خیر سے خود بخود صدر یا معزول چیف آف آرمی سٹاف پرویز مشرف نے اپنی قوم کو تسلی دیتے ہوئے اور امریکہ بہادر سے اپنے تعلق کو جتاتے ہوئے یہ کہا کہ میں جب چاہوں کسی بھی امریکی ذمہ دار سے فون پر گفتگو کر سکتا ہوں (شاید ان کا اشارہ اپنے جگری یا لنگوٹیے یار، بش کی طرف ہو) یہ بات جنرل صاحب نے اس وقت کہی جب امریکہ میں پاکستانیوں کی شامت آئی ہوئی ہے اور لوگ اپنے خون پسینے کی کمائی چھوڑ کر جان بچا کر امریکہ چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی نے مجمع سے کہہ ہی دیا ہو کہ جناب اگر آپ کے اتنے ہی تعلقات ہیں تو ایک فون کر کے پاکستانیوں کیلئے نرمی کا حکم نہیں تو رحم کی اپیل ہی کر دیجئے یا جنرل صاحب نے خود ہی یہ خطرہ بھانپ کر فوراً پینترا بدلا اور ارشاد فرمایا (کیونکہ کمانڈو جنرل ہے نا!) کہ میں کسی امریکی سے فون پر بات نہیں کرونگا۔ کیونکہ بالکل اس دوست کی طرح جسے اپنے بتائے ہوئے باغات سے پھل توڑنے پر مالی کی پٹائی کا خطرہ ہے۔ ہمارے پرویز مشرف کو بھی امریکیوں سے اس سے بھی شدید خطرات ہیں۔ جو لوگ کولن پاول کے ایک فون کی مار ہوں وہ اپنی قوم، خودداری اور سلامتی کا تحفظ تو کیا کریں گے وہ لوگ اپنے نفع و نقصان کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ جب جنرل صاحب پاول کی ایک ٹیلی فونک آواز پر دل تو کیا ضمیر اور ملک و قوم بھی دے بیٹھے تو اس وقت ان کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ یہ صاحب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے لاف زنیاں کرتے تھے اب ہم نے بھارت کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ کشمیر کاز کو بچا لیا ہے۔ ہمارے ایٹمی اثاثے محفوظ ہو گئے ہیں لیکن جونہی ایک معمولی (پاکستان کی سالمیت، کشمیر کاز، اور ایٹمی اثاثوں کے مقابے میں) سے موقعہ پر ان آقاؤں کے تعاون کی ضرورت پڑی ہے تو قوم کو کورا سا جواب سنا دیتے ہیں کہ مالی مارے گا۔ ہمارے حکمرانوں کی یہ پرانی روش رہی ہے کہ جس کے سبب بیمار ہوتے ہیں اسی عطار کے لونڈے سے دوائی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اور ہمارے جنرل صاحب تو اس سے پہلے بھی کئی موقعوں پر امریکیوں کی بے وفائی کو بچشم خود دیکھ چکے ہیں۔ پھر پتہ نہیں انہیں ان پر اعتبار کیسے آ گیا؟ یا وقتی مفادات نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ لیکن امریکہ بہادر نے ایک بار پھر اپنی عادت کا اعادہ کیا ہے کہ پہلے جنرل صاحب کے کندھے استعمال کر کے ان سے ہی ان کے بھائی بندوں کا خون بہایا اور جب مطلب نکل گیا تو کھلنڈرے منڈے کی طرح چٹکی بجاتے ہوئے کہہ دیا۔ موجاں کرو، کیونکہ جو لوگ اپنا سب کچھ بازاری جنس بنا دیتے ہیں انہیں یہی جواب ملتا ہے اور ملنا بھی چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ خود جنرل صاحب بھی اس خطرے کو بھانپ چکے ہیں اور یہ کہنے پہ مجبور ہو گئے کہ عراق کے بعد ہماری باری بھی آ سکتی ہے۔ رہے ایٹمی اثاثے تو ان کے متعلق تو کافی عرصہ سے واویلا کیا جا رہا ہے کبھی شمالی کوریا کو ایٹمی مواد اور امداد دینے کی لم تراشی جاتی ہے تو کبھی اسے دہشت گردوں کے ہاتھ لگنے کا رونا رویا جاتا ہے۔ رہ گیا کشمیر کاز تو اس کی جڑیں بھی ہم اپنے ہاتھوں سے کاٹ چکے ہیں۔ اور نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ امریکی سفیر پاکستان کی سرزمین پر کھڑے ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہتی ہے، پاکستان کشمیر میں دراندازی بند کرے۔ اور پاکستان دہشت گردی کا پلیٹ فارم نہ بنے۔ اور یہ بات پچاس سالوں میں کم از کم کسی امریکی نے پاکستان میں ہوتے ہوئے سرعام نہیں کہی تھی۔ اس سے بھی بڑی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے وزیر اطلاعات کہتے ہیں کہ "یہ کہنے کا اسے حق تھا" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حکمرانو!! یہ دنیا عارضی ہے، یہ اقتدار وقتی ہے آخر تم نے اللہ تعالیٰ کے حضور بھی پیش ہونا ہے جب پاکستان کے چودہ کروڑ عوام تمہارے گریبان پکڑیں گے تو اس وقت تمہارا جواب کیا ہوگا؟ آئیے پلٹ آئیے اللہ تعالیٰ سے توبہ کیجئے قوم سے معافی مانگئیے۔ اسلام اور پاکستان کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عزم کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا کی عزت بھی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں بھی تم سرخرو ہو جاؤ گے۔ ان شاء اللہ